علماء سلف کے فتاویٰ کی روشنی میں

کیا ذبح کے لئے عقیدہ کا صحیح ہونا ضروری ہے؟

فتاویٰ

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

اللجنة الدائمة: فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا مشرک کا ذبیحہ حلال ہے؟

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على محمد وعلى آله وصحبه أجمعين

أما بعد:

تمام تعریفیں اُس ذات کے لئے ہیں جو اہلِ تقویٰ کا دوست اور مددگار ہے۔ اور جو ذات برحق دشمنانِ دین کو رسوا کرنے والا ہے تمام قسم کے درود وسلام ہوں ہمارے نبی اور قائد محمد ﷺ پر جنہوں نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے مجھے ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنا دوست بنالیا ہے۔ ہم نے اس کتابچے میں ذبیحہ سے متعلق جن علماء کے فتاویٰ شامل کیے ہے۔ اس میں شیخ ابن تیمیہ، آل الشیخ محمد بن ابراہیم، سماحۃ الشیخ عبداللہ بن باز، محمد بن صالح العثیمین رحمہم اللہ، فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے اللہ ہم کو قرآن وحدیث اور سلف صالحین رحمہم اللہ کے منہج کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

جو لوگ بسم اللہ پڑھنے والے کے ذبیحہ کو حلال سمجھتے ہیں چاہے وہ مشرک، مرتد کافر ہی کیوں نہ ہو، وہ دلیل کے طور پر یہ آیت پیش کرتے ہے۔

﴿فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ إِنْ كُنتُمْ بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ﴾ (الانعام:۱۱۸)

"تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اسے کھالیا کرو۔"

اس بارے میں ہم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ اور ان کی کمیٹی کا ایک فتویٰ نقل کردیتے ہیں۔ تاکہ اس آیت کی وضاحت ہو سکے۔

سوال جو شخص مشرک کے ذبیحہ کو حلال سمجھے اور ان کے لئے درج ذیل آیت سے استدلال کی کوشش کرے:

﴿ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الانعام:۱۱۸) ''تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اس کھا لیا کرو۔''

اور وہ کہے کہ یہ آیت محتاج تفسیر نہیں ہے۔ اور کسی کی نہ سنے تو کیا وہ کافر ہوگا؟۔

جواب جو شخص شرک اکبر کے مرتکب مشرک کے ذبیحہ کو اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی وجہ سے حلال قرار دے تو وہ خطا کار ہے۔ لیکن وہ کافر نہیں کیونکہ یہاں یہ شبہ موجود ہے۔ کہ شاید وہ اللہ کے نام کی وجہ سے حلال قرار دے رہا ہو، البتہ مذکورہ آیت سے اس کا استدلال درست نہیں ہے کیونکہ آیت کے عموم کو مشرک کے ذبیحہ کی حرمت پر اجماع نے خاص کر دیا ہے۔

(فتاویٰ اسلامیہ: (اردو) کتاب العقائد۔ جلد اوّل: ص ۳۷۔ مکتبہ: دارُالسّلام)

اس کے علاوہ ایک روایت جو صحیح بخاری میں اس طرح ہے۔

''جس میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں جس کے متعلق ہمیں معلوم نہیں کہ وہ گوشت کس طرح کا ہوتا ہے آیا اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہوتا ہے یا نہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ کا نام لو اور کھا لو۔''

مگر یہ حدیث اس بات کی دلیل نہیں کیونکہ ہماری بحث مشرک، مرتد اور بے نمازی کے ذبح کے بارے میں ہے۔ جبکہ اس حدیث کا معنی جو ہم سمجھے ہیں وہ یہ ہے کہ جو لوگ ذبح کرتے وقت بسم اللہ نہ پڑھیں یا پڑھنا بھول جائیں تو کھاتے وقت اگر بسم اللہ پڑھ لی جائے تو کافی ہے۔ جیسے کہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ ((لاندری اذکروا اسم اللّٰہ علیہ، ام لا؟)) ''ہم نہیں جانتے کہ انہوں نے اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں'' نا کہ آپ ﷺ نے کسی مشرک کافر کے ذبح کیے ہوئے گوشت پر بسم اللہ پڑھ کر کھانے کا حکم دیا ہو جب کہ سلف صالحین کا اس مسئلہ میں واضح منہج تھا۔ کہ مشرک، مرتد کافر، کی عورت سے نکاح ان کا ذبیحہ حرام اور اُن کا مال اور جان حلال ہے۔ یہ سلف صالحین میں سب سے واضح مسئلہ تھا۔

اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک آدمی (مسلمان) ذبح کرتے وقت بسم اللہ بھول جائے تو؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ ذبیحہ کھایا جائے گا۔ سوال ہوا اگر مجوسی بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے؟ تو انہوں نے کہا

کہ وہ ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔(حاکم:۴/۲۳۳)

اس فتویٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کے بعد بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اُس شخص سے سوال کیا جائے کہ پیش کردہ آیت کا حکم خاص ہے یا عام؟ کیونکہ اگر اس آیت کو عام کرے تو اس میں سب آ جائیں گے۔ چاہے مسلم ہو یا کافر مثلاً: مشرکین، قادیانی، پرویزی، رافضی وغیرہ۔ اگر یہ لوگ بھی ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھ دیں تو ان کا بھی ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ تو پھر قرآن کی اس آیت پر ہمارا عمل کیوں نہیں۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارۡکَعُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ﴾(البقرۃ:۴۳)

''اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کیا کرو''

اس آیت کے بارے میں قرآن وحدیث میں کوئی وضاحت نہیں کہ جس کا عقیدہ صحیح نہ ہو اُس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ مگر کیونکہ ہم سلف صالحین کے منہج کے ماننے والے ہیں۔ اور جو انہوں نے عقیدہ بیان کیا ہے اُس میں یہ بات شامل ہے۔ کہ بدعقیدہ شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اسی طرح ذبیحہ کے بارے میں بھی سلف کا یہی منہج ہے کہ یہود ونصاریٰ کے علاوہ مشرک، کافر مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔ اب سوال کیا جائے کہ اس آیت کا حکم خاص ہے یا عام؟ کیونکہ اگر اس کا حکم عام ہے تو پھر ہر رکوع کرنے والے کے ساتھ رکوع کرنا ہوگا۔ مگر اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے۔ کہ قرآن، حدیث اور سلف صالحین نے ان کو مشرک قرار دیا۔ اور شرک کرنے والے کی اللہ کوئی نیکی قبول نہیں کرتا تو جب اِن کی یہ نیکی یعنی نماز قبول نہیں تو جو شخص انکے پیچھے نماز پڑھے گا۔ اُس کی نماز کیوں کر قبول ہوگی؟ مگر وہ یہ بات بھول جاتے ہیں۔ کہ نماز کی طرح ذبح بھی عبادت ہے اور عبادت اللہ موحد ہی کی قبول کرتا ہے۔ اور ذبح چاہے عام دنوں میں کیا جائے یا کسی خاص دن جیسے دس ذوالحجہ والے دن تو جس طرح کوئی شخص عام یا کسی خاص دن غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتا ہے۔ تو وہ شخص شرک کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام عبادات کی طرح ذبح کو بھی عبادت قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ﴾(الکوثر:۲)

''اپنے رب کے لیے نماز پڑھئے اور ذبح کیجئے۔''

دوسری جگہ فرمایا۔

﴿اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ العالمین﴾(الانعام:١٦٣)

''میری نماز میری قربانی۔ میری زندگی اور میری موت صرف اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔''

اب کوئی شخص ان دونوں میں فرق کرتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ یہ عبادت ہے۔ اور اللہ مشرک کی عبادت قبول نہیں کرتا۔ مگر آپ دیکھیں گے کہ یہ لوگ مشرکین کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا کھا لیتے ہیں۔ یہ سراسر کفر ہے کہ ایک کو عبادت سمجھا جائے اور دوسرے کو نہیں۔ کیونکہ بسم اللہ پڑھنا بھی عبادت ہے۔ اِسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے اسے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مشرک کی عبادت قبول نہیں کرتا اس لئے اس کا ''بسم اللہ'' پڑھنا بے فائدہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿ اُولٰٓئِکَ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ وَ فِی النَّارِ ھُمْ خٰلِدُوْنَ﴾(التوبہ:١٧)

''یہی لوگ ہیں، ان کے اعمال برباد ہو گئے اور یہ لوگ آگ میں ہمیشہ رہیں گے''

دوسری جگہ فرمایا۔

﴿ اُوْلٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَیْسَ لَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِیْھَا وَ بٰطِلٌ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾(ھود:١٦)

''ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں ہے اور جو کچھ انہوں نے وہاں کیا تھا وہ سب بے کار ہے اور جو کچھ وہ اعمال کرتے تھے سب کچھ برباد ہونے والا ہے۔''

جو لوگ مشرکین کے ذبیحہ کو حلال سمجھتے ہیں وہ یا تو ان کے اس عمل کو عبادت نہیں کہتے یا لوگوں کو مرتد کافر نہیں سمجھتے۔ اگر وہ ان لوگوں کو کافر نہیں سمجھتے تو ان کے بارے میں حکم واضح ہے۔ یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے اسے محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے نواقضِ اسلام میں شمار کیا ہے، فرماتے ہیں: ''جس نے مشرکین کو کافر نہیں سمجھا یا اس کے کفر میں شک کیا یا اس کے مذہب کو صحیح سمجھا۔ تو وہ بھی کافر ہے۔''

شیخ عبداللہ شیخ ابراہیم، اور شیخ سلیمان بن سحمان رحمہما اللہ ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں: اس شخص کی امامت صحیح

نہیں جو جہمیہ اور قبر پرستوں کو کافر نہیں سمجھتا یا ان کے کفر میں شک کرتا ہے۔ یہ سب سے واضح ترین مسئلہ ہے اہل علم ایسے شخص کے کفر پر متفق ہیں۔ یعنی بشر بن مریسی کے کفر پر اسی طرح قبر پرستوں کے کفر میں کوئی بھی ایسا شخص شک نہیں کر سکتا جس میں ذرا سا بھی ایمان ہو۔(الدرر السنية: ١٠/٤٣٨، ٤٣٧)

اسکے علاوہ ہم آپ کے سامنے الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ اور ان کی کمیٹی کا فتویٰ نقل کرتے ہیں ۔تاکہ اہل ایمان کے لئے راحت کا سبب بنے۔

سوال ہم اس شخص کے بارے میں شرعی حکم معلوم کرنا چاہتے ہیں جو کافر کو کافر نہیں کہتا؟

جواب الحمد للّٰه وحدهُ والصلوٰةُ والسلام علی رسوله وآله وصحبه:وبعدُ:

جس شخص کا کافر ہونا ثابت ہو جائے، اس کو کافر سمجھنا اور اس پر کفر کا حکم لگانا واجب ہے اور مسلمان حاکم کا فرض ہے کہ اگر ایسا شخص توبہ نہ کرے تو اس پر ارتداد کی شرعی حد نافذ کرے۔ جس شخص کا کافر ہونا ثابت ہو چکا ہو اس کو کافر نہ سمجھنے والا بھی کافر ہے۔ البتہ اگر وہ کسی شبہ کی وجہ سے یہ موقف رکھتا ہے تو اس شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔

وباللّٰہ التوفیق وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد وآله وصحبه وسلم

(فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب (اردو) جلد دوم: ص ٩٨۔ مکتبہ: دارُالسّلام)

اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص ان عبادات میں (یعنی نماز اور ذبح میں) فرق کرتا ہے۔ تو یہ صفات یہودیوں کی بیان ہوئی ہے۔ کہ وہ کچھ کا اقرار کرتے تھے۔ اور کچھ کا انکار اس کے بعد بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَّيُرِيدُونَ اَنْ يَّتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا﴾ (النساء: ١٥١،١٥٠)

''اور کہتے ہیں! کہ ہم کتاب کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ حصے کا انکار کرتے ہیں یہ چاہتے ہیں۔ کہ کفر و ایمان کے درمیان ایک (دوسری) راہ نکالیں۔ یہی لوگ حقیقی کافر ہیں اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

کچھ لوگ ان مشرکین کو اہل کتاب میں شامل کرتے ہیں۔مگر یہ بات جہالت کے علاوہ کچھ نہیں۔ جبکہ فقہاء نے ''باب حکم المرتد'' میں بہت سی ایسی باتیں یا افعال کا تذکرہ کیا ہے جن کے ارتکاب سے کوئی مسلمان کافر مرتد بن جاتا ہے۔اس باب کا آغاز وہ اس طرح کرتے ہیں، جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ کافر ہوا، اس کا حکم یہ ہے کہ اس سے توبہ کروائی جائے اگر توبہ کرلے ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا۔ آج کچھ بے وقوف قسم کے لوگ کہتے ہے کہ جب آدمی شرک کرتا ہے تو وہ مشرک ہوتا ہے مرتد نہیں ہوتا، مرتد آدمی کسی چیز کے انکار سے ہوتا ہے۔ مثلاً زکوٰۃ، نماز یا کسی اور چیز سے ان بے وقوفوں کو کیا علم کہ سلف نے **پہلا عمل ہی شرک بتایا کہ جس سے آدمی مرتد ہوجاتا ہے**۔اے اللہ ان لوگوں کو عقل اور ہدایت عطا فرما۔

اگر اس طرح شرک وکفر کرنے والوں کو اہل کتاب میں شامل کرتے رہیں گے۔تو کسی پر بھی ارتداد کا حکم نہیں لگ سکتا کیونکہ ہر آدمی کو اہل کتاب میں شامل کردیا جائے گا۔ جبکہ آج کوئی شخص اسلام کا دعویٰ کرنے والا اگر شرک وکفر کرے گا تو اُس پر ارتداد کا حکم لگایا جائے گا۔ اگر کوئی شخص اس بات کا انکار کرتا ہے تو وہ اسلام کی بنیاد کا انکار کرتا ہے۔ جیسا کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ بَدَّل دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ)) ''کہ جس نے اپنا دین بدل دیا اسے قتل کردو۔''

جبکہ ہر شخص کو اس بات کا علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب یہود ونصاریٰ کو کہا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُم﴾ (المائدة:٥)

''اور اہل کتاب کا کھانا تمہارے لیے حلال ہے''۔

یہ آیت اپنے مفہوم کے لحاظ سے اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ اہل کتاب کے علاوہ دیگر کفار کا ذبیحہ حرام ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر خاص طور پر اہل کتاب کا ذکر کرنا بے فائدہ ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ایک یہودی عورت کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو بکری کا ہدیہ بھیجا گیا تو آپ ﷺ نے نہ صرف اسے قبول کیا بلکہ آپ ﷺ نے اسے کھایا بھی مگر برا ہو اُس عورت کا جس نے بکری کے گوشت میں زہر ملا رکھا تھا، خود رسول اللہ ﷺ نے اس سے اس بات کا اقرار بھی کروایا۔اس حدیث کو دلیل بنا کر مشرکین ومرتدین کے ذبیحہ کو حلال

قرار دینا سراسر جہالت ہے۔ بلکہ یہ حدیث کے معنی میں تحریف کرنے کے مترادف ہے، کیونکہ حدیث میں یہ صراحت موجود ہے کہ وہ ہدیہ یہودی کی طرف سے تھا اور وہ اہل کتاب ہیں انکا ذبیحہ اللہ نے حلال قرار دیا ہے۔ جبکہ مشرکین و مرتدین اور دوسرے کفار اہل کتاب نہیں ہیں۔ لہٰذا ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ مذکورہ حدیث کے بارے میں ابن حجر رحمہ اللہ فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس حدیث سے اہل کتاب کا کھانا کھانا اور انکے بھیجے ہوئے ہدیہ کو قبول کرنے کا جواز ملتا ہے۔'' اے اللہ ہم تجھ سے فریاد کرتے ہیں۔ اور پناہ مانگتے ہیں۔ مشرکین، طاغوتوں کے ظلم اور منافقین کی بے دینی زہریلی زبان اور مصنفین و قلم کاروں کے شر سے تیری بارگاہ میں شکایت کرتے ہیں۔ دین میں تحریف کرنے تبدیلی کرنے والوں کی ہر اس شخص کی جو حق کے بیان سے خاموشی اختیار کرے یا باطل کلام کا ارتکاب کرے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قول کی سچائی اور عمل کا اخلاص نصیب فرمائے اگر ان باتوں میں کوئی خطا و غلطی ہو تو اس کا ذمہ دار میں ہوں اور شیطان ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ اس سے پاک و بری ہیں۔

صلى الله على نبينا محمد واصحابه اجمعين. والحمد لله ربّ العالمين.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں

مخالفین اہلسنّت میں گمراہ مشرکین بھی ہیں جن سے شرک ظاہر ہونے پر توبہ کا مطالبہ کیا جانا چاہیے کہ اس شرک سے تائب ہو جائیں اور اگر نہ کریں تو کفار اور مرتد ہونے کی بنا پر ان کی گردن اڑائی جانی چاہیے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ: ج ۳۵/۱۶۱)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دروز اور نصیریوں کے متعلق شرعی حکم پوچھا گیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل جواب دیا:

''مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ دروزی اور نصیری لوگ کافر ہیں، انکا ذبیحہ کھانا یا ان کی عورتوں سے نکاح کرنا حلال نہیں۔ بلکہ ان سے جزیہ لیکر (اسلامی سلطنت میں) رہنے دینا بھی درست نہیں کیونکہ یہ مرتد ہیں۔ نہ

وہ مسلمان ہیں، نہ یہودی اور نہ عیسائی، یہ لوگ پانچ نمازوں کی فرضیت کے قائل ہیں نہ رمضان کے روزوں کی فرضیت کے، نہ حج کی فرضیت کے، نہ یہ اللہ کی حرام کردہ اشیاء مثلاً مردار اور شراب وغیرہ کی حرمت کے قائل ہیں۔ان عقائد کے حامل ہوتے ہوئے یہ زبان سے ''لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کا اقرار بھی کریں، تب بھی کافر ہیں۔(جب تک یہ عقائد ترک نہ کریں) نصیری فرقہ کے لوگ اب شہیب محمد بن نصیر کے پیروکار ہیں۔وہ ان غالی لوگوں میں سے تھا جو علی رضی اللہ عنہ کو اللہ مانتے ہیں۔اور یہ شعر پڑھتے ہیں۔

أَشْهَدُ أَنْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا رضی اللہ عنہ حَيْدَرَةُ الْأَنْزَعُ الْبَطِيْنُ رضی اللہ عنہ وَلاَ حِجَابَ عَلَيْهِ

مُحَمَّدٌ الصَّادِقُ الْأَمِيْنُ صلی اللہ علیہ وسلم وَلاَ طَرِيقَ اِلَيْهِ اِلَّا رضی اللہ عنہ سَلْمَانُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ

''میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے گنجے سر والے، بڑے پیٹ والے حیدر کے اور اس پر کوئی پردہ نہیں سوائے سچے دیانت دار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے، اور اس تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں سوائے مضبوط طاقت والے سلمان کے۔''

(فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب (اردو) جلد دوم: ص ۲٦٠ ۔مکتبہ: دارُالسّلام)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہے۔ان لوگوں یعنی دروزیوں کے کافر ہونے کا مسئلہ ایسا ہے جس میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ بلکہ ان کے کافر ہونے میں جو شخص شک کرے وہ بھی انہی کی طرح کافر ہے۔نہ تو یہ اہل کتاب کے درجے میں آتے ہیں اور نہ ہی مشرکین کے درجے میں بلکہ یہ کفار اور گمراہ ہیں، ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہے۔ان کی عورتوں کو لونڈیاں اور ان کے مال کو مال غنیمت بنایا جائیگا کہ یہ زندیق اور مرتد ہیں، ان کی توبہ تک قبول نہیں کی جائیگی بلکہ جہاں بھی قابو میں آئیں قتل کئے جائیں گے۔اپنے اوصاف کی بدولت ان پر لعنت بھی جائز ہے ان کو پہرہ داری، چوکیداری یا حفاظت جیسے کاموں میں ملازم رکھنا بھی جائز نہیں ہے۔ان کے علماء ہوں یا صلحا، سب واجب القتل ہیں تاکہ دیگر مخلوق کو گمراہ نہ کریں۔نہ ان کے ہاں یا ان کے گھروں میں سونا جائز ہے، نہ ان کی مرافقت اور نہ ان کے ساتھ چلنا جائز ہے۔پھر جب ان میں سے کوئی مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جانا، سب حرام ہے۔مسلمان حکمرانوں کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے جو حد اور سزا مقرر کی ہے، نافذ نہ کریں۔

اسی طرح شیعہ میں نصیری اور اسماعیلی کے بارے میں فرماتے ہیں۔ چنانچہ یہ سبھی کفار، یہود و نصاری سے کہیں بدتر کافر ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی شخص یہ اعتقاد ظاہر نہ کرے تو بھی وہ ان منافقین میں شمار ہوگا جن کا ٹھکانا جہنم میں درک اسفل ہے اور جو شخص ظاہر و برسر عام کرے وہ تو سب کافروں سے بڑھ کر مہا کافر ہے۔ چنانچہ یہ جائز نہیں کہ انہیں مسلمانوں کے مابین رہنے دیا جائے اور ان سے جزیہ یا ذمہ قبول کیا جائے، نہ ان کی عورتوں سے نکاح جائز ہے اور نہ ان کے ذبیحے کھانا جائز ہے کیونکہ یہ مرتد ہیں اور مرتد بھی بدترین قسم کے۔ یہ لوگ اگر کوئی جمعیت فراہم کر کے رکاوٹ پیدا کریں تو ان سے اس طرح قتال واجب ہے جیسے مرتدین سے قتال کیا جاتا ہے جیسا کہ صدیق اکبر اور صحابہ کرام نے مسیلمہ کذاب کے حواریوں سے جنگ کی تھی۔

(فتاوی ابن تیمیہ رحمہ اللہ: ج ۳۵، ۱۲۸ اھلسنت فکر و تحریک فتاوی امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی روشنی میں: ۲۳۰:۱۷۸، ۱۷۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذبح کرنے والے کے اعتقاد کا صحیح ہونا ضروری ہے

قصاب کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ دین دار ہو صحیح العقیدہ مسلمان ہو۔ تمام خرافات کا انکار کرنے والا ہو جیسے کہ قبروں کی پرستش وغیرہ جو بھی غیر اللہ کی عبادت ہو۔ تمام غلط عقائد اور کفریہ بدعت کا انکار کرنے والا ہو جیسے کہ قادیانی رافضی بت پرستی کے عقائد ہیں۔ ذبیحے کے جواز کے لئے ذبح کرنے والے کا صرف مسلمان کہلانا شہادتین کا اقرار نماز وغیرہ ارکان اسلام کی بجا آوری کافی نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ شروط پوری نہ ہوں جنکا ہم نے ذکر کیا ہے۔ بہت سے لوگ مسلمان کہلاتے ہیں۔ شہادتین کا اقرار کرتے ہیں۔ اسلام کے ظاہری ارکان بجالاتے ہیں۔ مگر ان کے مسلمان ہونے کے لیے یہ کافی نہیں ہے ان کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال نہیں اس لیے کہ وہ اللہ کے ساتھ عبادت میں شرک کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ انبیاء وصلحاء سے فریاد کرنا اور ان سے دعائیں کرنا وغیرہ۔ ایسے کام کرتے ہیں۔ جو اسلام سے مرتد کرنے والے ہیں۔ مسلمان کہلانے والوں میں اس طرح کا فرق کرنا کتاب وسنت ائمہ اور اجماع سلف سے ثابت ہے۔ ہم نے قصاب میں جن مطلوبہ امور کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ قابل بھروسہ آدمی نقل کر کے بتلائے۔ تا کہ اس آدمی کے

بارے میں حقیقت حال واضح ہو سکے۔

(فتاوی الشیخ محمد بن ابراھیم رحمہ اللہ: جزء: ۱۲/ص: ۲۰۶/ص/م ۶۱۷ فی ۱۳۷۴/۵/۲۰،
عقیدۃ الموحدین، تُقدیم: سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبداللّٰہ بن باز رحمہ اللہ: ۳۹۲)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشرک کے ذبیحہ کو حلال سمجھنا

سوال جو شخص مشرک کے ذبیحہ کو حلال سمجھے اور ان کے لئے درج ذیل آیت سے استدلال کی کوشش کرے:

﴿ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ﴾ (الانعام: ۱۱۸)

''تو جس چیز پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا جائے اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھتے ہو تو اس کھالیا کرو۔''

اور کہے کہ یہ آیت محتاج تفسیر نہیں ہے۔ اور کسی کی نہ سنے تو کیا وہ کافر ہوگا؟۔

جواب جو شخص شرک اکبر کے مرتکب مشرک کے ذبیحہ کو اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی وجہ سے حلال قرار دے تو وہ خطا کار ہے۔ لیکن وہ کافر نہیں کیونکہ یہاں یہ شبہ موجود ہے کہ شاید وہ اللہ کے نام کی وجہ سے حلال قرار دے رہا ہو، البتہ مذکورہ آیت سے اس کا استدلال درست نہیں ہے کیونکہ آیت کے عموم کو مشرک کے ذبیحہ کی حرمت پر اجماع نے خاص کر دیا ہے۔

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ　　فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ

(فتاویٰ اسلامیہ: (اردو) کتاب العقائد۔ جلد اوّل: ص ۳۷۔ مکتبہ: دارُالسّلام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتویٰ (۱۶۶۱) رافضی فرقہ اسلام کے خلاف ہے

سوال ہم لوگ شمالی سرحد پر عراق کے علاقے کے قریب رہتے ہیں۔ یہاں جعفری مذہب کے کچھ افراد ہیں، ہم میں سے بعض ان کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانے سے پرہیز کرتے ہیں اور بعض کھا لیتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہمارے لئے یہ گشت کھانا جائز ہے؟ واضح رہے کہ یہ لوگ مصیبت اور راحت میں سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اور دیگر بزرگوں کو پکارتے ہیں۔

جواب الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃُ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ: وبعدُ:

جب صورت حال یہ ہو جو سائل نے ذکر کی ہے کہ وہاں پر موجود جعفری لوگ جناب سیدنا علی، سیدنا حسن، سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اور دیگر بزرگوں کو پکارتے ہیں تو وہ مشرک اور مرتد ہیں، (اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے)، ان کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حلال نہیں، کیونکہ وہ مردار کے حکم میں ہے، اگرچہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام ہی کیا ہو۔

وباللّٰہ التوفیق وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم

اللجنة الدائمة، رکن: فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن قعود، عبداللہ بن غدیان، نائب صدر: فضیلۃ الشیخ عبدالرزاق عفیفی،

صدر: سماحۃ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ،

(فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب (اردو) جلد دوم: ص ۲۳۸ ۔ مکتبہ: دارُالسّلام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتویٰ (۳۰۰۸) ایسے لوگوں سے سروکار نہ رکھیں

سوال ہمارا قبیلہ شمالی سرحد پر قیام پذیر ہے، ہمارا اور عراق کے بعض قبائل کا باہم تعلق اور میل جول

رہتا ہے۔وہ لوگ بت پرست شیعہ ہیں، جو قبے بنا کر ان کو پوجتے ہیں اور ان قبوں کا نام حسن، حسین اور علی رکھتے ہیں۔اٹھتے ہوئے یا علی یا حسین کہتے ہیں۔ہمارے قبیلوں کے بعض افراد نے ان سے شادی بیاہ کے تعلقات قائم کر لئے ہیں اور ہر طرح کا میل جول قائم کر لیا ہے۔میں نے انہیں نصیحت کی، لیکن انہوں نے سنی ہی نہیں، وہ اونچے عہدوں پر فائز ہیں اور میرے پاس اتنا علم نہیں کہ انہیں سمجھا سکوں، لیکن میں ان کی حرکتوں کو ناپسند کرتا ہوں اور ان سے میل جول نہیں رکھتا۔میں نے سنا ہے کہ ان کا ذبح کیا ہوا جانور جائز نہیں، یہ لوگ ان کا ذبیحہ کھا لیتے ہیں اور بالکل خیال نہیں کرتے۔آپ سے گزارش ہے کہ ارشاد فرمائیں مذکورہ صورت حال میں ہمارا کیا فرض ہے؟

جواب الحمد للّٰه وحدهٗ والصلوٰةُ والسلام علی رسوله وآله وصحبه:وبعدُ:

جب صورت حال یہ ہو جو آپ نے ذکر کی ہے کہ وہ جناب علی، حسن، حسین (رضی اللہ عنہم) وغیرہ کو پکارتے ہیں تو وہ شرک اکبر کے مرتکب ہیں جس کی وجہ سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔اس لئے انہیں مسلمان لڑکیوں کا رشتہ دینا جائز نہیں اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا بھی جائز نہیں، نہ ان کا ذبیحہ کھانا جائز ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَتْكُمْ وَ لَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا وَ لَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكُمْ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَ الْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ وَ يُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾(البقرة ۲۲۱)

''اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں اور مومن لونڈی مشرکہ عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ (مشرک) تمہیں اچھی لگے اور مشرکوں کو رشتہ نہ دو حتیٰ کہ وہ ایمان لے آئیں اور مومن غلام مشرک مرد سے بہتر ہے اگرچہ تمہیں اچھا لگے۔یہ لوگ آگ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اذن سے جنت اور بخشش کی طرف بلاتا ہے اور لوگوں کے لئے اپنے احکام بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت قبول

کریں۔"

(فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب (اردو) جلد دوم، ص: ۲۳۸، ۲۳۹، مکتبہ: دارُالسّلام)

فتویٰ (۹۴۰۷) اللہ اور رسول ﷺ کے گستاخ کے ذبیحہ کا حکم

سوال بعض لوگ اسلامی (دینی) کام نہیں کرتے قرآن نہیں پڑھتے بلکہ قرآن مجید کی ایک آیت بھی نہیں جانتے۔ نماز پڑھتے ہیں نہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ دین اسلام اور رسول ﷺ کی شان میں گستاخیاں کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ ایک دن میں بیس بیس بار اللہ تعالیٰ کو بھی گالی دے ڈالتے ہیں۔ جب ایسے کسی شخص سے بات کی جائے تو کہتا ہے "میں مسلمان ہوں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتا ہوں" سوال یہ ہے کہ کیا ہم ایسے افراد کا ذبح کیا ہوا کھا سکتے ہیں؟ جب کہ معاشرہ میں اس طرح کے بے شمار افراد پائے جاتے ہیں؟۔

جواب الحمد للّٰہ وحدہُ والصلوٰةُ والسلام علی رسولہ وآلہ وصحبہ: وبعدُ:

① نماز کی فرضیت کا انکار کرتے ہوئے نماز چھوڑنا بالاتفاق کفر ہے۔ اس پر امت کا اجماع ہے۔ لاپروائی اور سستی سے نماز چھوڑنے کے متعلق علماء کے دو قول ہیں۔ ان میں بھی راجح یہی ہے کہ یہ کفر ہے۔

② اللہ تعالیٰ، رسول ﷺ یا دین اسلام کو گالی دینا کفر اکبر ہے اور یہ حرکت کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ اسے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اگر توبہ کرلے تو بہتر ورنہ حاکم کا فرض ہے کہ اسے سزائے موت دے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: ((مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ))

"جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اسے قتل کردو۔" (صحیح بخاری)

یہ حدیث امام بخاری نے اپنی کتاب "صحیح" میں روایت کی ہے۔

③ مرتد کے ذبح کیے ہوئے جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں۔ لیکن اگر وہ سچی توبہ کرلے تو توبہ کے بعد اس نے جو جانور ذبح کیا، وہ حلال ہے۔ اسی طرح دوسرے کافر کا بھی یہی حکم ہے جو اہل کتاب میں سے نہیں۔ اگرچہ وہ زبان سے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار بھی کرتا ہو۔ کیونکہ جو شخص اسلام سے خارج کر دینے والے کسی عقیدہ یا عمل پر قائم ہے تو اس کے اقرار کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے۔

اللجنة الدائمة ،رکن:فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن قعود،عبداللہ بن غدیان،نائب صدر:عبدالرزاق عفیفی،صدر:سماحۃ الشیخ عبد العزیز بن عبداللہ بن باز ﷫،(فتاویٰ دارالافتاء سعودی عرب(اردو) جلددوم،ص۱۹،مکتبہ: دارُالسّلام)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعویذ لٹکانے والے کا ذبیحہ

سوال جو شخص قرآن یا غیر قرآن کا تعویذ یا گرہ لگائے ہوئے دھاگے لٹکائے،اس کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

جواب تمائم تمیمہ کی جمع ہے اس سے مراد وہ منکے،سیپی،گھونگا اور تعویذ ہیں جو بچوں،عورتوں اور حیوانوں وغیرہ کی گردنوں میں یا سینوں کے وسط پر یا بالوں میں لٹکائے جاتے ہیں تا کہ شر سے محفوظ رہا جائے اور جو ضرر نازل ہو چکا ہو اسے دور کیا جا سکے تو یہ منع ہے بلکہ شرک ہے کیونکہ نفع ونقصان صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے،اللہ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں ہے۔

ابن مسعود ﷛ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ:

((ان الرقی والتمائم والتولۃ شرك))

(سنن ابی داود،کتاب الطب،باب فی تعلیق التمائم،ح:۳۸۸۳)

''جھاڑ پھونک،تعویذ اور حبّ کے اعمال شرک ہیں''

عبداللہ بن عکیم ﷛ سے مرفوع روایت ہے کہ:

((من تعلق شیئا وکل الیہ))

(سنن ترمذی،کتاب الطب،ماجاء فی کراھیۃ التعلیق،ح:۲۰۷۲،احمد فی المسند۳/۳۱۱)

''جو شخص کوئی چیز لٹکائے اسے اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے''

ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((انہ کان مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فارسل رسولا الاتبقین فی رقبة بعیر قلادة من وتراو قلادة الاقطعت))

(صحیح بخادی، کتاب الجهاد ولسیر، باب ماقیل فیالجرس، ح:۳۰۰۵)

''کہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جب آپ نے ایک قاصد کو بھیجا کہ کسی اونٹ کی گردن میں کوئی ایسی رسی باقی نہ رہنے دی جائے (جو نظر بد وغیرہ کے سلسلہ میں لوگ باندھ دیا کرتے تھے) مگر اسے کاٹ دیا جائے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں پر رسیوں کے لٹکانے سے مطلقاً منع فرمایا ہے۔ خواہ ان میں گرہیں لگائی گئی ہوں یا نہ لگائی گئی ہوں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان رسیوں کے کاٹ دینے کا حکم دیا کیونکہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اونٹوں پر رسیاں باندھتے، ان کی گردنوں میں ہار ڈالتے اور انہیں تعویذ پہناتے تھے تاکہ انہیں آفات اور نظر بد سے محفوظ رکھ سکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان سب باتوں سے سختی سے منع فرمادیا اور ان چیزوں کے کاٹ دینے کا حکم دیا لہٰذا اگر کوئی شخص یہ عقیدہ رکھے کہ ان تعویذوں اور منتروں، جنتروں میں حصول منفعت اور دفع مضرت کے سلسلہ میں ذاتی تاثیر ہے تو وہ مشرک اور شرک اکبر کا مرتکب ہے، جس کی وجہ سے وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ والعیاذ اللہ۔ ایسے شخص کا ذبیحہ کھانا حلال نہیں۔

جو شخص ان تعویذ وغیرہ کو محض اسباب سمجھتا اور یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ نفع ونقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہی اسباب سے نتائج پیدا کرتا ہے تو وہ شرک اصغر کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ یہ اسباب عادی ہیں نہ شرعی، بلکہ یہ وہمی ہیں۔ ہاں! البتہ بعض علماء نے ایسے تعویذوں کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جو قرآنی آیات پر مشتمل ہوں، انہوں نے ان کے استعمال کی اجازت دی ہے اور ممانعت کی احادیث کو ایسے تعویذوں پر محمول کیا ہے جو غیر قرآنی ہوں لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ممانعت کی احادیث عام ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنی تعویذوں کی تخصیص ثابت نہیں ہے، سد ذریعہ کا بھی یہی تقاضا ہے کیونکہ پھر آدمی ایسے تعویذ بھی استعمال کرنے لگ جاتا ہے جو غیر قرآنی ہوں، قرآنی ہونے کی صورت میں قرآن مجید کی بے ادبی کا بھی احتمال ہے ہاں البتہ قرآنی تعویذ استعمال کرنے والے کے ذبیحہ کو کھایا

جاسکتا ہے کیونکہ وہ اس میں تاثیر و برکت کا عقیدہ رکھتا ہے اور یہ عقیدہ ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتا اور پھر اس لئے بھی کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے۔

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ　　فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ

(فتاویٰ اسلامیہ: (اردو) کتاب العقائد۔ جلد اوّل، ص ۲ ۵، مکتبہ: دارُالسّلام)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہل کتاب کے ساتھ کھانا پینا

سوال کیا مسلمان عیسائی سے کوئی چیز لے کر یا عیسائی کے ساتھ بیٹھ کر کوئی چیز کھا سکتا ہے؟

جواب ازعبدالسلام بن محمد: اہل کتاب، عیسائیوں اور یہودیوں سے کوئی چیز لے کر کھانا اور ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ﴾

(المائدۃ:۵)

''یعنی اہل کتاب کا کھانا (ذبیحہ) تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے۔''

اسی آیت میں مزید فرمایا کہ اہل کتاب کی پاک دامن عورتوں سے نکاح تمہارے لئے حلال ہے۔ تو ظاہر ہے بیوی کھانا بھی پکائے گی اور اس کے ساتھ مل کر کھانا کھایا بھی جائے گا۔ البتہ سنن ابوداود (حدیث ۳۸۳۹) میں صحیح سند کے ساتھ ابوثعلبہ خشنی سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی کہ ہم اہل کتاب کی ہمسائیگی میں رہتے ہیں اور وہ ہانڈیوں میں خنزیر پکاتے اور اپنے برتنوں میں شراب پیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں ان کے علاوہ برتن مل جائیں تو انہی میں کھاؤ اور اگر ان کے علاوہ نہ ملیں تو ان کو پانی سے دھولو اور ان میں کھاؤ۔ (ارواء

الغلیل ص:۵۷ ج ا ی)

صحیح بخاری میں ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مشرکہ عورت کا مشکیزہ لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ خود بھی پیو اور جانوروں کو بھی پلاؤ (صحیح بخاری: ص۴۹ ج ا)

اس حدیث پر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ مشرکین کے برتنوں میں اگر نجاست نہ ہونے کا یقین ہو تو ان کا استعمال جائز ہے۔ خلاصہ یہ کہ کسی بھی غیر مسلم سے کھانے کی چیز لے کر کھانا (جس میں نجاست نہ ہونے کا یقین ہو) جائز ہے۔ البتہ ذبیحہ صرف اہل کتاب کا جائز ہے۔ مشرکین کا ذبیحہ جائز نہیں۔ کفار سے لی ہوئی عام اشیاء اگر ان کے پاک ہونے کا یقین نہ ہو تو وہ کھانا جائز نہیں۔ ان برتنوں کا ضرورت اور دھونے کے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں۔ واللہ اعلم

(آپ کے سوال قرآن وسُنّت کی روشنی میں: ص۴۴۲، ۴۴۳، طبع اول، یکم ستمبر 1997ء)